بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

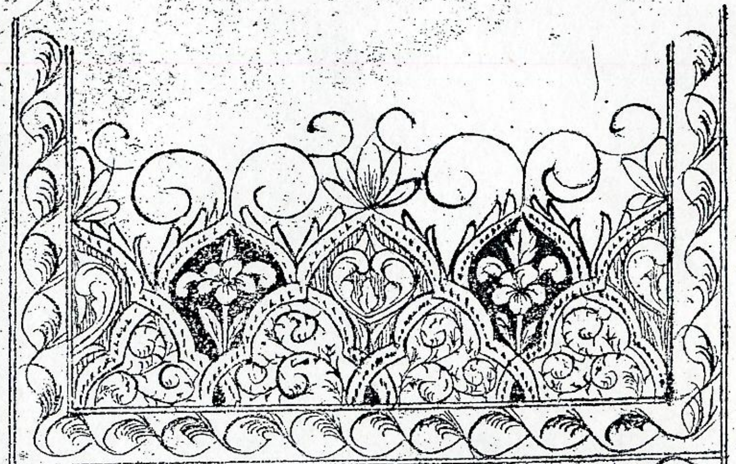
رسالۂ نادر فی ابطال اوہام اعتساف مدلل بدلائل راستی و انصاف مسمیٰ بہ

[illegible]

جس میں جوابات معقول سوالات شطحیہ فرقۂ وہابیہ کے مذکور ہیں نیز انعام ہو اے کہ حق کو کا

مطبع منشی نول کشور میں بہ طبع مزین مقبول اہل جہان

جمیع اقسام کی کتب کتبخانہ ... [illegible]



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالی ہمم کریم الشیم عمیم الاحسان عظیم الامتنان منشی نول کشور صاحب طال عمرہ و دام مجدہ اخبار لکھنؤ سلمہ

وریبولا چند سوال کسی شخص گمنام کے جواب طلب آپکی اخبار مین مندرج دیکھے بعض وہابی مذہب

بہت خوش ہوئے اور از راہ تفاخر و طنز کہا کہ کیا اچھے سوال ہین کہ جنکے جواب لکھنے محال ہین

اسکو سنکر نخیف کی زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ یہ باتین قدیمی ہین اور ان سبکے جواب

علمائے ذیشان لکھ چکے ہین کوئی بات نئی نہین کہ اوسکا جواب لکھا جاے اسکو سنکر اون لوگون نے

مجھسے استدعای جواب لکھنے کی کی اور تائید کلام اونکے بعض اعزہ اور احباب بھی کرنے لگے ہر چند

عذر کیا قبول نہ فرمایا لاچار بلحاظ واما السائل فلا تنہر جوابات مندرجۂ ذیل لکھتا ہون بچشم

کہ براہ عنایت آپ انکو کسی موقع پر مناسب سمجھکر درج اخبار فرمایئے اور نیاز گذار کو ممنون

و مشکور عنایات بیغایات کا کیجیے والسلام ۞ نحمدہ و نصلی سننا چاہیے قولھم من سئل عن علم ثم کتمہ

فلکتمہ الجم بلجام من النار ۞ علماء دین محمدی ان امور مین کیا فرماتے ہین جواب علمائے دیندار

وفضلائے نامدار مثل جناب مولانا مولوی رشید الدین خانصاحب مرحوم و جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب

وجناب

وجناب مولوی محمد موسی صاحب صاحبزادگان مولانا رفیع الدین صاحب برادرزادگان

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب و مولوی محمد کریم اللہ صاحب و مولانا اپنے وقت کے امام محمد فضل حق

صاحب رحمۃ اللہ علیہ و جناب قبلہ و کعبہ عالم باعمل فاضل بے بدل جامع معقول و منقول

عصر ہنا و مولانا محمد فضل رسول صاحب دامت برکاتہم و جناب مولوی محبوب علی صاحب مغفور

وجناب مولوی تراب علی صاحب وغیرہم نے عرصہ ہوا کہ ان سب امور مستفسرہ سائل کا بخوبی

بیان کر دیا ہے چنانچہ اونکی کتابین تمام ہندوستان مین مشہور ہوگئین اور وہ کتابین

جابجا موجود جسکا جی چاہے دیکھلے بار بار علمائے دیندار کو تکلیف دینا کیا ضرور اونہین معلوم

کہ یہ مسائل بزرگوار سائل کون سے دیار کے ہین کہ انکو دیکھنا تو کیا اون کتابون کے

نام سننے کا بھی اتفاق نہ ہوا بہر حال یہ خاکسار امید وار لطف پروردگار فیض یافتہ صحبت

علمائے ابرار اپنی تحقیقات کی موافق محض بخیال آپکی ہدایت نہ بحث و عداوت آپکی عدمت

کیمیا خاصیت مین گذارش کرتا ہے مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف قولھم

بدعتی کسکو کہتے ہین اس زمانہ مین کوئی لوگ بدعتی ہین یا نہین اگر ہین تو کون لوگ ہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھین لوگون کی شان مین من وقر صاحب بدعۃ فقد

اعان علی ہدم الاسلام و دیگر من اہان صاحب بدعۃ آمنہ اللہ یوم الفزع الاکبر وغیرہ

فرمایا ہے یا کوئی اور لوگ ہونگے بشرط ثبوت بدعت ان لوگون سے کیونکر پیش آنا چاہیے

جواب ابدع بالکسر لغت مین بمعنی نیا باہر آنا کسی شیٔ کا نہ او پر کسی مثال کے ہے قولہ تعالی

قل ما کنت بدعا من الرسل ترجمہ کہہ نہین ہون مین نیا آیا ہوا پیغمبرون مین و بدعت بالکسر اسم

نئی دین مین بعد اکمال اوسکے یا جو کچھ کہ پیدا ہوا دین مین بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

و بدع بکسر اول و فتح دوم جمع ہے اوسکی ہکذا فی القاموس اور بدعت شریعت مین

دو قسم ہے ایک بدعت ہدی اور وہ عبارت ہے اوس سے کہ موافق اصول شریعت

اور مطابق قواعد سنت کی ہو اور اسکو بدعت حسنہ بھی کہتے ہین فاعل اسکا ممدوح و مثاب ہے

اور یہی مفہوم ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے من سنّ فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا دوم بدعت ضلالت اور وہ عبارت ہے اوس سے کہ مخالف کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر ہو یا بجملہ اوسکی کوئی اصل شرعی نہو اور ساتھ کسی دلیل کے دلیلون شرعیہ سے ثابت نہو اور اسکو بدعت سیئہ بھی کہتے ہین مرتکب اوسکا مذموم و معاتب ہی اور اسیکا بیان ہی قول صلی اللہ علیہ وسلم مین من سنّ فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بہا اور مطلق بدعت منقسم ہوتی ہے اوپر پانچ قسم کے ایک واجب مانند تعلیم و تعلم صرف و نحو و مثل حفظ غرائب کتاب و سنت اور اوپر چیز کے کہ حفظ دین اوپر اوسکے موقوف ہو دوم مستحب مانند بناء رباطات و مدارس و اعراب و نقطۂ قرآن شریف کی سوم حرام مانند مذہب قدریہ و جبریہ و مجسمیہ و روافض و خوارج و غیرہم چہارم مکروہ مانند نقش و نگار کرنے مساجد و مصاحف نزدیک بعض کے پنجم مباح جیسے توسیع اطعمہ لذیذہ و البسہ فاخرہ مین بشرطیکہ کسب حلال سے ہو اور موجب تکبر کا نہو فتح المبین شرح الاربعین اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح مین ہے البدعۃ فی اللغۃ ما کان مخترعاً علے غیر مثال سابق ومنہ قولہ تعالے بدیع السموات والارض ای موجدہا علے غیر مثال سابق وفے الشرع احداث ما لم یکن فے عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتہے وفی شرح المصابیح البدعۃ اسم لکل زیادۃ قربۃ کانت او معصیۃ والاول کاکثار الصلوۃ والصوم والصدقۃ والثانی کالطعن فے الصحابۃ والسلف الصالحین انتہے وایضاً فی الفتح المبین قال الشافعی رح ما احدث وخالف کتاباً او سنۃً او اجماعاً او اثراً فہو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من خیر ولم یخالف شیئاً من ذلک فہو البدعۃ المحمودۃ والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علے ندبہا وہی ما وافق شیئاً من ذلک لما تر ولم یلزم من فعلہ محذور شرعی ومنہا ما ہو فرض کفایۃ کتصنیف العلوم انتہی وفی الکلیات

لابی البقاء الواجبۃ من البدعۃ نظم ادلۃ المتکلمین علے الملاحدۃ والمبتدعین للبرد انتہے وفی النہایۃ الاثیریۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ ہدی وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ ورسولہ فہو فے حیز الذم والانکار وما کان واقعاً تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ اور رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو فے حیز المدح وما لم یکن لہ مثال موجود کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف فہو من الافعال المحمودۃ ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فے ذلک ثواباً فقال من سن سنۃ حسنۃ کان اجرہا واجر من عمل بہا وقال فے ضدہ من سن سنۃ سیئۃ کان لہ وزرہا ووزر من عمل بہا وذلک اذا کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ و من ذلک النوع قول عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ ہذہ لما کانت من افعال الخیر وداخلۃ فی حیز المدح سماہا بدعۃ ومدحہا لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یسنہا بہم وانما صلاہا لیالی ثم ترکہا ولم یحافظ الیہا ولا جمع الناس لہا ولا کانت فی زمن ابی بکر وانما عمر جمع الناس علیہا وندبہم الیہا فبہذا سماہا بدعۃ وہی علی الحقیقۃ سنۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتہی اس سے ظاہر ہوا کہ بدعۃ دو نوع ہی اور وہ جو کہتے ہین کہ بدعۃ صرف وہی ہے کہ کوئی امر بعد قرون ثلثہ پیدا ہو غلط ہی اور جو بعض کا قول اپنی سند کلام مین لاتے ہین وہ خلاف تحقیق اور مخالف قول جمہور کے ہی بلکہ جو شئی کہ روبروی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا نہوئی گو وہ عہد خلفاء راشدین مین پیدا ہوئی ہو اوسکو بھی بلحاظ نہونے سنت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بدعۃ کہہ سکتے ہین جیسیکہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت تراویح کو فرمایا نعمت البدعۃ ہذہ اور حسب تصریحات و تحقیقات ائمہ محققین کے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ عام ہے مخصوص البعض اور مخصص اوسکا قول حضرت صلعم ہے من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا

الحدیث فی شرح المصابیح قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعة ضلالة عام مخصوص ای
کل بدعة سیئة ضلالة قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من سن سنة حسنة
الحدیث وفی شرح المسلم للامام النووی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل بدعة ضلالة
عام مخصوص والمراد غالب البدع انتہی اور وہ حدیثین کہ سوال مین مذکور ہین
اور حدیث مسلم شر الامور محدثاتہا وکل بدعة ضلالة وحدیث احمد وابی داؤد
وترمذی وابن ماجہ ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة
اور بھی بعض روایات مین آیا ہے کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة
فی النار ان سب سے مراد بدعات سیئہ ہے ورنہ خلاف ہوتا ہے اوس سے
کہ تقسیم بدعت شراح حدیث وفقہیون نے کری ہے جیسیکہ ملا علی قاری وشیخ
عبد الحق دہلوی وشیخ ابن حجر مکی وطیبی وغیرہم ہین سبکے قول کی عبارتونکی نقل بلحاظ
طوالت نہین کرتا ہون جسکا جی چاہے اونکی کتب کو دیکھ لے کچھ کچھ بطور اختصار
لکھا جاتا ہی طیبی نے بیان حدیث پہلی یعنے حدیث مسلم کے بیان مین لکھا
المراد بہا ای المحدثات البدع والضلالات من الافعال والاقوال پھر کہا قولہ
کل بدعة ضلالة عام مخصوص کقولہ تعالے تدمر کل شئی بامر ربہا وقولہ اوتیت من
کل شئی والمراد بہا غالب البدعة انتہی یہ بھی معلوم کیا جاوے کہ قول اونکا جو کہتے ہین
کہ لفظ کل سے سب بدعات مراد ہین اور بدعة حسنہ کوئی شئی نہین ہے سو اس شرح طیبی
وغیرہ سے بھی غلط ہو گیا اور ظاہر ہے کہ ان دونون آیہ قرآنی مین لفظ کل موجود اور
حالانکہ نہ سب شئی مثل زمین وآسمان وغیرہ ہلاک ہوئی تھی اور نہ بلقیس کو سب شئے
مثل بادشاہت ہفت اقلیم وغیرہ عطا ہوئی تھی اور تقسیم بدعت حسنہ وسیئہ مین
یہ حدیث بھی دلیل قوی ہے من ابتداع بدعة ضلالة لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ
من الاثم مثل اثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من اوزارہم شیئا پس اس حدیث سے

اشارہ ہی اوپر اسکے کہ بعضی بدعتون سے ضلالت نہین ہین بلکہ حسنہ ہین اور ظاہر ہے
کہ جماعت کثیر وجم غفیر قائل تقسیم بدعت کی ہین تہذیب وغیرہ وکتب معتبرہ سے دریافت
ہو سکتا ہے پس جب بدعة حسنہ وسیئہ بخوبی ثابت ہو چکی تو نزد اہل انصاف وہ
احادیث مندرجہ سوالات متعلق بدعة سیئہ کے ہین نہ کہ بدعت حسنہ کی اور وجہ بطلان کا
سوال ہے کہ اس زمانہ مین بدعتی ہین یا نہین اور اگر ہین تو وہ کون لوگ ہین الخ بدعتونسے
زمانہ خالی نہین ہے مثل خوارج وروافض وغیرہم وہ لوگ کہ شرع سے بدعتی ثابت ہوے
اور ہم اونکا اوپر بیان کر چکے ہین اسوقت مین بھی ہین اور اگر اور شخص بھی کوئی
نیا امر بر خلاف شرع نکالتا ہے تو وہ بھی شمار کیا جاتا ہے مانند خوارج وغیرہ کے
کسواسطے کہ احکام ووعیدات احادیث مرقومہ بالا مناسب شان مرتکبان بدعات
سیئہ کے ہین جیسے اتباع عبد الوہاب نجدی نے نجد سے خروج کیا اور اپنے سوا سبکو مشرک
ٹھہرا کر اہلسنت وعلماء اہلسنت کے قتل کو مباح کیا اور اونکے اتباع ہند مین بھی
ہین اور شرح مقاصد مین فرمایا ہے وحکم المبتدع البغض والعداوة والاعراض عنہ
والاہانة والطعن واللعن وکراہة الصلوة خلفہ الخ اور معنے مبتدع کے یہ لکھے ہین
مومن خالف فی العقیدة طریقة اہل السنة والجماعة انتہے قولہم مولد شریف فرض ہے
یا سنت یا واجب یا بدعت اسکا موجد کون ہے اور کہان تھا اور کب ایجاد ہوا تھا
اور اسکا تارک کیسا ہے یہ فعل نے زمانا بدعتیونکا ہے یا وہابیونکا جواب کاش
اگر سائل مستحب سے بھی واقف ہوتے کہ مستحب بھی شرع مین کوئی شئے ہوتی ہے
تو حاجت استفسار نہ پڑتی خیر اب دریافت فرماوین محفل مولد شریف حسب
تصریحات ائمہ مشہورین کے مستحسن ومستحب ہی موصل مین پہلے شیخ عمر نے
یہ فعل کیا اور اقتداء کیا ساتھ اوسکے صاحب اربل وغیرہ نے اوسوقت کے
علماء ومشائخ نے اوسکو مستحسن رکھا پس کرنا محفل مولد شریف کا بہ تعیین یوم کے

یہ حال قسطلانی مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہا ابن جزری نے کہ ہرگاہ ابولہب کافر کہ قرآن شریف مین برائی اوسکی ثابت ہی بسبب خوشی کرنے اوسکی شب مولد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تخفیف عذاب مین پاوے تو کیا ہو حال مسلم موحد کا امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ خوشی کری مولد شریف کی اور خرچ کرے محبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین جو کچھ کہ میسر ہو قسم کھاتا ہون کہ نہوگی جزا اوسکی خداے کریم سے مگر یہ کہ داخل فرماویگا اوسکو فضل عمیم سے جنات نعیم مین اور اہل اسلام ہمیشہ محفل کرتے ہین مہینے مولد شریف مین اور ولیمہ کرتے ہین اور اون راتون مین تصدق کرتے ہین ساتھ انواع صدقات کے اور اظہار سرور کرتے ہین اور نیکیین زیادہ کرتے ہین اور پڑہنے مولد کریم مین اہتمام کرتے ہین اور برکات اوسکی سے فضل عظیم اوپر اونکے ظاہر ہوتا ہے اور تجربہ کیا گیا ہے خواص اوسکے سے کہ امان ہے اوس سال مین اور خوشخبری ہے عجلت حصول مطلوب پر اللہ تعالے رحمت کرے اوپر اوس کسیکے کہ مہینے مولد مبارک کو خوشی کرے تاکہ صدمہ سخت پہونچے اوپر اوس کسیکے کہ دل مین اوسکے انکار و عناد ہو یہان تک مواہب لدنیہ سے ترجمہ کیا گیا محمد بن علے الدمشقی نے سبیل الہدے والرشاد مین حافظ ابو الخیر سخاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ عمل مولد شریف بعد قرون ثلثہ پیدا ہوا بعدہ اہل اسلام سائر اطراف و شہرہاے کلان مین ہمیشہ سے مہینے مولد شریف مین مجالس مکلفہ طعام و صدقات و اظہار سرور و نیکیہا و اہتمام پڑہنے مولد کریم مین کرتے ہین الخ اور ابن کثیر نے نقل کیا کہ صاحب اربل ربیع الاول مین مولد شریف بکمال تکلف کرتا تھا ابن وحیہ نے واسطے اوسکے مولد تصنیف کیا اور اماموں نے اس عمل پر

تعریف کری کہ اونمین سے حافظ ابو شامہ استاد نووی ہے اور علامہ ابن طغرل و ابو عبد اللہ النعمان و امام جمال الدین عجمی و امام یوسف بن علی الشامی و امام منصور بشار و ابو موسے زرہونی و ابن فضل و یوسف الحجاز و ابوبکر الحجاز و ابن البطاح و امام مخلص کتانی و امام ظہیر الدین بن جعفر و نصیر الدین و صدر الدین بن عمر وغیرہم ہین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فتاوی مین کہا کہ بدعت حسنہ ہے باعث ثواب اور شرح سنن ابن ماجہ مین ہے کہ بدعت حسنہ مندوبہ ہے اگر خالی منکرات شریعت سے ہو اور چند شعر نقل کیے ایک شعر اونمین سے یہ ہی ؎ یا مولدا فان الموالد کلہا شرفا و ساد سید الاسیاد + اور اگر زیادہ تحقیق منظور ہو تو سبیل الہدے وغیرہ کتب متداولہ سے دریافت کر لیجیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فیوض الحرمین مین لکھا ہے اور انتباہ مین لکھا ہے عبارتین ان کتابون کی ذکر المحبوب مین ہین اور قیام کرنے کا محفل مولد شریف مین وقت ذکر ولادت شریف کی بھی استحسان کہا ہے اماموں نے چنانچہ امام برزنجی نے عقد الجواہر مین لکھا ہے کہ استحسان کیا ہے اماموں صاحب الروایۃ والرویہ نے قیام کو وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولانا حسن و میاطی مدرس مسجد الحرام نے فتوی مین لکھا ہے کہ امت محمدیہ صلعم اہل سنت و جماعت جمع ہوئی ہے اوپر استحسان قیام مذکور کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لاتجتمع امتی علی الضلالۃ یعنے امت میری گمراہی پر مجتمع نہوگی علامہ مدابغی نے کہا کہ عادت جاری ہووے قیام مین وقت ذکر ولادت شریف کے اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اظہار فرح و سرور و تعظیم ہے اوسمین الی آخر الفتوے اور مہر و دستخط مفتیان ہر چہار مذہب سے مزین ہے

سے بنے حکم دیا حسن کا اوسکے اور نقل استحسان علماء کثیر پیشوایان دین و اسلام سے کی ہین اور مولانا عبداللہ سراج علیہ الرحمۃ نے لکھا کہ قیام وقت ذکر ولادت توارث ائمہ اعلام ہے اور اماموں اور حکام نے اسکو برقرار رکھا ہے بغیر نکیر منکر در در اد لہٰذا مستحسن ہے عبداللہ بن مسعود رضہ نے کہا جو چیز کہ مسلمان نیک جانین وہ چیز نزدیک خدا نیک ہے اور صاحب سیرت شامی نے کہ بدعت کہا صاحب چلپی نے تشریح کردی کہ بدعت حسنہ ہے کسواسطے کہ ہر بدعۃ مذموم نہین ہے اور صاحب سیرت شامی بھی قائل تقسیم بدعۃ کے طرف حسنہ و سیۂ کے ہین اور پھر چلپی نے در تحقیق بدعۃ محمودہ کے لکھا کہ بہ تحقیق پایا گیا قیام وقت ذکر نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم امت سے پیشواے اماموں سے دین مین امام تقی الدین سبکی اور متابعت کری اوسکی اس فعل پر مشائخ اسلام زمانہ اوسکے نے اور بعد بیان حکایت کے لکھا کہ یہ کفایت کرتا ہے اقتدا مین رسالہ اہل حرمین سے ہے واقرہ الائمۃ والحکام من غیر نکیر منکر و شمس الدین ابو ذکریا یحییٰ بن یوسف صرصری رحمہ اللہ نے قصیدہ مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تصنیف کیا چنانچہ یہ بیت اوس قصیدہ کی ہے ؎ وان ینهض الاشرف اعند سماعه + قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب + روایت معتبرہ سے ثابت ہوا کہ کسی شخص نے اوس قصیدہ کو بروز ختم درس شیخ الاسلام حافظ تقی الدین ابو الحسن سبکی کے کہ مجمع عظیم اوس روز تھا اکثر علماء کاملین و فضلات متورعین حاضر تھے جو اوس شخص نے شعر مذکور پڑھا شیخ الاسلام ممدوح امتثالا لما ذکرہ الصرصری اوٹھے ایسی ہی سبیل الرشاد مین اور یہان تک کہ علماء متاخرین مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ بھی اسکے جائز اور مستحب ہونے کے قائل ہین اونکا فتوے ابھی موجود تا آنکہ عرس وغیرہ کا بھی جواز لکھا ہے چنانچہ فتوے

جواز عرس مین لکھے ہین دوم آنکہ بہیۃ اجتماعیہ مردم کثیر جمع شوند و ختم کلام اللہ کنند و فاتحہ بر شیرینی نمایند الخ اور مولوی رفیع الدین صاحب نے بھی فتوی اس مقدمہ مین لکھا ہے تحریر فرماتے ہین پس امداد بدعا و ختم و طعام بدین مباح ست و وجہ قبح ندارد انتہے پس ظاہر ہے کہ جماعت کثیر نے ائمہ دین اور اہل حل و عقد امور مسلمین سے استحسان محفل میلاد شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا ہے جو کوئی منکر اوسکا ہے محض براہ نفسانیت و تعصب انکار کرتا ہے ورنہ عند الانصاف کوئی شئی خلاف شرع بھی اوسمین نہین ہے کہ وہ محمول اوپر بدعت سیۂ کے ہو بلکہ ہر امر اوسکا شرع شریف کے موافق ہی پہلے یہ کہ ذکر کرنا معجزات اور مدح و تعریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل سنت و الجماعۃ کے نزدیک منع نہین ہے عین دین و ایمان یہان تک کہ قرار داد تمامی اہل سنت کا ہی کہ جب لیوے کوئی یا لکھے نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ملاوے ساتھ نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ صلوۃ کا اور خود قرآن مجید مین حضرت حق سبحانہ نے حضرت کی تعریف فرمائی ہے دوم خوشی کرنا اوپر ولادت اور نبوت حضرت باعظمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خوش ہونا اور شکر ادا کرنا خالق کون و مکان کا اس امر مین کہ خداوند کریم نے ہمکو امت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین پیدا کیا اور حسب ہدایت و توسل اپنے نبی کریم کی راہ دین و ایمان کی دکھلائی اور اسی خوشی کے ذریعہ سے جو کچھ جس کسیکو نقد و جنس و طعام وغیرہ سے میسر ہو تصدق کرنا بھی نا درست نہین بلکہ موجب ثواب مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب یعلمکم الکتاب کی تفسیر مین لکھتے ہین یعنے اسرار و دقائق الخ لیکن ہنوز چیزہا باقی بود کہ ہرگز آن بقوت فکریہ و قوت ذکا نتوان دریافت ہر چند سعی و تلاش باقصی الغایۃ رسانیدہ شود لہٰذا این پیغمبر در حق شما نعمتے عظیم گردیدہ

کہ شمار از ان چیزہا ہم نشان میدہد انتہی اور ثواب پہونچنا طعام اور قرأۃ
قرآن کا اموات کو بخلاف معتزلہ نزدیک اہلسنت وجماعت احادیث وفقہ سے
ثابت اور نفع اوٹھانا احیا اور اموات کا اوس سے ظاہر اور اجتماع مردم بھی
خالی نفع سے نہین ہے چنانچہ لکھا ہے کہ جمعہ عید المومنین ہے اور اوسمین یہ فائدہ
ہی کہ سب آدمی جمع ہوکر جامع مسجد مین نماز پڑہین تا ہر جمعہ کو آٹھوین روز باہم
مسلمین ملاقات ہوتی رہے اور اتحاد بڑہتا رہے اور جو آدمی باہر دیہات
کی ہین اور وہ ہر جمعہ کے حاضر ہونے سے معذور رہین تو اونسے بعد برس دن کے
نماز عیدین مین ملاقات ہوتی رہے اسیواسطے بعض نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ
شہر مین ایک ہی جگہہ پڑہنا اولی ہے سوم یہ کہ تعین یوم یا ماہ بھی مطابق شریعت
غرا اور عمل اماماں وصلحا کا ہے اور اصل اوسکی احادیث نبوی سے ثابت ہے
جیسیکہ حدیث مین آیا ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم روزہ دن
عاشورہ کے رکھو کیونکہ وہ دن نجات موسی وغرق ہونے فرعون کا ہے
اسیطرح روز دوشنبہ کے روزہ رکھنے مین کہ وہ دن میری ولادت کا ہے
اور ہجرت کا اور وہی دن میری وفات کا ہوویگا ہر کوئی جانتا ہے کہ دن نجات
اور ڈوبنے کا اور دوشنبہ کا ایک ہی دن تھا پھر کیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حکم روزہ رکھنے کو دیا معاذ اللہ اگر تعین بنفسہ برا ہوتا تو ہرگز حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حکم نفرماتے اور تشریف لیجانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سال قبور
شہدا احد پر بھی ثابت ہی اور چارون خلیفہ رض نے بھی وہی طریقہ بعد رحلت حضرت
صلعم جاری رکھا تفسیر کبیر اور درمنثور مین ہے عن رسول اللہ انہ کان یاتی قبور
الشہدا علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ
ھکذا یفعلون پس سب علما وصلحا واماماں ومشائخ تعین کو جائز لکھتے ہین طحطاوی نے

حاشیہ در مختار مین لکھا ہے وفی منہاج الحلیمی وشعب الایمان للبیہقی ان الدعاء
مستجاب یوم اربعاء بعد الزوال قبل وقت العصر لانہ صلی اللہ علیہ وسلم استجیب لہ
علی الاحزاب فی ذلک الیوم ذلک الوقت وکان جابر یتحری ذلک فی مہماتہ وذکرانہ
ما بدی شئی یوم الاربعاء الاتم فینبغی البداءۃ بنحو التدریس فیہ الخ اور اسیطرح
دن معین کیا حضرت غوث الثقلین نے اپنے مرشد کا اور شاہ نظام الدین اولیا نے
حتی کہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب دن معین
کرتے تھے چہارم یہ کہ قیام وقت ذکر ولادت بھی جائز لکھا ہے اماموں وصلحا نے
جیسیکہ اوپر لکھ چکے ہیں اور قطع نظر سکے آداب مجلس سے بھی خلاف ہے نہ کھڑا ہونا
جیسیکہ امام غزالی رح فرماتے ہین احیاء العلوم مین ہے الادب الخامس موافقۃ
القوم فی القیام الخ پس سائل حق پسند کی خدمت مین عرض ہے کہ آپکی تشکین کیواسطے
مختصر لکھدیا ورنہ کتابین سیر کی مالا مال ہین درستی وجواز محفل میلاد شریف مین
اگر خدانخواستہ آپکو باعث اغواے فرقہ مبتدعہ نجدیہ کچھ سوء عقیدت محفل
مولود شریف مین سے ہو تو بلا تامل آپ لکھے ہوے بالا کو بغور ملاحظہ فرمایئے ہرگز
دل مین نہ شرمایئے اور حسب معنی اپنے نام کے حق بات پسند کیجیے اور اوس عقیدہ
باطلہ سے باز آیئے تارک مستحبات عاصی نہین ہوتا اگر محفل موصوف کو سہلا یا بباعث
عدم استطاعت ترک کردیا قباحت نہین جیسیکہ ہزارہا کس محفل ممدوح نہین
کرتے الا کسی نہج کی سوء عقیدت بھی اوس سے نہیں رکھتے اور اگر بطور
بدعقیدتی یا کسی نوع کی تحقیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھکر ترک کرے تو یہ
امر البتہ برا اور الحاد ہے اس محفل شریف کو اہل سنت وجماعت کرتے ہین
بدعتی کہ جنکا شرع مین مذکور ہے اور وہابی کہ افعال واقوال اونکے بھی مثل
بدعتیون مذکور کے ہین مجلس ممدوحہ سے انکار کرتے ہین یہ فعل

اہل سنت وجماعت کا ہی فقط قولہم وہابی لوگ کون ہین جواب مفصل حال وہابیان
اگر لکھیے تو براسے خود ایک کتاب ہوجاے لہذا اوس سے گذر کر تھوڑا سا
لکھتے ہین آتا ہے کتاب رد المختار حاشیہ در المختار مین جس سے وہابیہ ہند بھی سند
لاتے ہین بیان خوارج مین لکھا ہے کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب
الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا
انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل
اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین
عام ثلث وثلاثین ومائتین والف انتہی وہابی عبد الوہاب کی اتباع ہین جو
عرب مین تھے اور ہندوستان مین مولوی اسمعیل کے تقویۃ الایمان کے
پیرو کہ وہ مطابق ہے کتاب التوحید نجدی کے قولہم مثل بدعتیونکے وہابیونکے بھی
احادیث سے کچھ ثابت ہے یا نہین عقائد وہابیون کے قرآن وحدیث سے
بہت ملتے ہین یا بدعتیون کے انہین تفصیل کسکو ہے جواب وہ حدیثین
کہ شان بدعتیون مین وارد ہین اور اون بدعتیونکا اوپر بیان ہوچکا یعنے
خوارج وغیرہ سو وہی حدیثین وہابیونکی شان مین صادق آتی ہین کیونکہ عقائد
اون بدعتیون اور وہابیونکے ایک سے ہین اور قرآن وحدیث کے ملنے کا بھی
عقائد سے ایک ہی حال ہی تفصیل بھی کسیکو کسی پر نہین ہے دونون برابر ہین
بلکہ بعض امر مین وہابی لوگ خوارج وغیرہم سے بھی سخت ہین جیسیکہ افترا کرنا جناب
باری تعالی پہ ہندوستان کے وہابیونکے سر دفتر و پیر و مرشد مولوی اسمعیل ہین
اونکی اقوال تھوڑے سے نقل کیے جاتے ہین تقویۃ الایمان مین شرک فی العبادت کے
بیان مین لکھا ہی تیسری بات یہ ہی کہ بعض کام تعظیم کے اللہ نے اپنے واسطے خاص کیے ہین کہ
اونکو عبادت کہتے ہین الخ اور پھر لکھا ہے سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے بندونکو بتائے ہین

پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر عم کو یا بھوت و پری کو یا کسیکی سچی یا جھوٹی قبر کو یا کسیکے
تھان یا چلے کو یا کسیکے مکان یا تبرک یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے
یا اوسکے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے
یا ایسے مکانون مین دور دور سے قصد کرکر جاوے یا وہان روشنی کرے
غلاف ڈالے چادر چڑھاوے اونکے نام کی چھڑی کھڑی کرے یا اونکی قبر کو
بوسہ دیوے مورچھل جھلے اوسپر شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہوتے وقت
اولٹے پاؤن چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے
مجاور بنکے بیٹھ رہے وہان کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی
قسم کی باتین کرے اوسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادت
کہتے ہین انتہی ان باتون مین سب سے بڑھ کر سجدہ ہے سو اوسکی تفصیل
سن لیجیے کہ وہ بہ نیت عبادت شرک ہے اور سجدہ تحیت شرک نہین جیسیکہ
بحکم خداوند کریم ملائک نے حضرت آدم علیہ السلام کو کیا تھا اور اسیطرح
حضرت یوسف علیہ السلام کو والدین اور اونکے بھائیون نے کیا معاذ اللہ
اگر یہ شرک ہوتا تو حق سبحانہ تعالی کبھی ملائک کو حکم نہ فرماتا اور حضرت یعقوب
علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو ہرگز نکرتے اور خود تقویۃ الایمان
مین دوسری جگہہ لکھا ہے شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتون مین
تھا تحقیق اسکی یہ ہے کہ سجدہ تحیت اگلی شریعتون مین جائز تھا اس
شریعت مین حرام ہوگیا اگرچہ بعضے جواز کے قائل ہوے ہین الاصح
مذہب یہی ہے کہ حرام ہے حاجی اسحاق بھی تاثیر المسائل مین تقسیم سجدہ کے
مقر ہین جب سجدہ بھی بغیر اعتقاد و نیت عبادت شرک نہ ٹھہرے تو اور
افعال کہ سجدہ سے کمتر ہین کسطرح شرک ہوینگے مگر یہ بھی سمجھ لینا چاہیے

کہ کلام ہمارا حرام و مکروہ ہونے ان افعال مرقومۂ بالا کے نہیں ہے ہم فقط
شرک کے ہونے میں گفتگو کرتے ہیں کہ یہ نفس افعال شرک میں داخل نہیں ہیں
اور حالانکہ بعض امور انمیں سے مباح بھی ہیں جیسیکہ بیان ہوتے ہیں ہاتھ
باندھ کر کھڑے ہونے کو شرک میں داخل کیا حالانکہ یہ سنت مختلف فیہ ہے
چنانکہ مالکیہ نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے ہیں اور حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے آداب زیارت میں فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے
خاتمہ کتاب الحج زیارۃ قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ویقف کما یقف
فی الصلوۃ الخ کذا فی الاختیار شرح المختار ۵ شیخ عبد الحق رح نے
جذب القلوب میں لکھا ہے و در وقت سلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و در توقف در آنجناب با عظمت دست راست بر دست چپ نہد چنانچہ در حالت
نماز کنند کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین کردہ انتہے حیات القلوب
وغیرہ مناسک میں بھی ایسی ہی لکھا ہے اور طواف حکم سجدہ تحیت میں نہیں ہے
مثل تعریف ہی متقارب بہ تقبیل اور کراہت اسکی مختلف فیہ ہے درمیان
فقہا کے یہ فعل بھی موجب شرک نہیں ہو سکتا کسواسطے کہ بہت اکابر نے
تصریح اوسکی جواز کی ہے گو ایک جماعت نے رجحان عدم استحسان کا
اوسکے کیا ہے اور میرا بھی یہی مسلک ہے شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ
فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے ذکر برائے کشف قبور اولا چون بمقبرہ
در آید دوگانہ را بہ روح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۂ فتح یاد باشد
در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۂ اخلاص
پنج بار بخواند بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض
سورتہا بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند

و دوران تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد
و باید کہ نزدیک روی میت بنشیند بگوید یارب بست و یکبار بعدہ
اول طرف شمال بگوید یا روح در دل ضرب کند یا روح الروح یاد میکند
انشراح یابد این بکند انشاء اللہ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید
انتہی قبر کے بوسہ دینے کا بھی حال سن لیجیے خزانہ میں ہے کچھ مضائقہ
نہیں ہے اگر بوسہ دیوے قبر والدین کو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
قبر والد کو اپنے اور قبر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ اور
حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیا اور دوسرے بزرگوں کی
قبور کو بوسہ دیا کرتے تھے اور کہتے تھے جسکے قدم زندگی میں چومتے تھے
بعد ممات اونکی قبر کو بوسہ دیتے ہیں ہم اور ایسے ہی بھائی اور والد
اونکے یہ عمل کرتے تھے چنانچہ بست و نہم ربیع الثانی سنہ ۱۲۴ ہجری مجمع
عام میں مولانا رشید الدین خانصاحب مرحوم وغیرہم نے مولوی اسمعیل
و مولوی عبد الحی کو بلا کر انہیں امور میں گفتگو کر کے قائل کیا اور مولوی
مخصوص اللہ صاحب و مولوی محمد موسی صاحب نے شروع گفتگو بوسہ
قبور سے کی اور کہا کہ تمہارے بزرگ مولوی شاہ عبد العزیز وغیرہم
سب بوسہ دیا کرتے تھے تم کہتے ہو کہ بوسہ دینا قبر کو شرک ہے نعوذ باللہ
اگر یہ فعل شرک ہوتا تو وہ ہمارے بزرگ ہرگز مرتکب اوسکے نہوتے
مولوی عبد الحی نے کہا کہ میں بھی شرک نہیں کہتا ہوں اور دور دور سے
قصد کر کے زیارت کے لیے جانے کا یہ حال ہے مشکوۃ وغیرہ کتب احادیث
و فقہ میں موجود ہے کہ جو آوے گا میری زیارت کو قصد کر کے اور سوا
زیارت کے اور کچھ مطلب نہو میرے اوسکا حق ہوا اوپر میں اسکا

تشفیع ہوونگا فتح القدیر میں لکھا ہے قال مشائخنا من افضل المندوبات
فی مناسک الفارسی وشرح المختار انہا قریبۃ من الواجب لمن لہ سعۃ
روی الدارقطنی والبزاز عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاءنی زائرا لا تعملہ
حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ وایضا من
حج وزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیوتی اور حدیث شد رحال
میں استثنا نسبت مساجد کے ہے نزد اہل حق اس سے علاقہ نہیں
اسکی اگر تحقیق لکھی جاوے تو طول ہو جاوے اسلیے موقوف کی گئی اور یہ جو لکھا
وہاں کے گرد و پیش کے الخ حدیثیں صحیح حرم مدینہ منورہ کی کتب احادیث
میں بکثرت موجود اور تعظیم وتکریم مدینہ میں کسیکو کلام نہیں بخلاف پیران نجد
مردود چادر چڑہانے چھڑی کھڑی کرنے مورچھل جھلنے شامیانہ کھڑا کرنیکو
جو عبادت میں داخل کیا کہ اللہ نے یہ اپنے عبادت کے لیے مقرر کری
دوسرے کیواسطے جو کوئی یہ امر کرے تو مشرک ہوا فقر احقر خدا پر ہے
درنہ جو اسے خدا اسکو بتلائیں کہ کسجگہ قرآن شریف میں یہ چیزیں عبادت
کیلیے آئی ہیں یا کوئی حدیث شریف آئی ہو تو اوس سے مطلع فرمانے
اور ترکیب نصب اور جگہ نصب سے بھی آگہی بخشتی ضرور کہ شامیانہ
کون سی جگہ آیا عرش پر یا خانہ کعبہ پر کہ وہ بھی بہت بلند ہے کھڑا کرنا
اور حال شامیانہ کھڑے کرانے کا قبر پر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ذکر کیا حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی قبر پر اور محمد بن حنفیہ نے
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
اپنے بھائی کی قبر پر حاجی اسحاق نے اگرچہ شامیانہ کھڑے کرنے اور قبہ بنانیکو
قبر پر مکروہ لکھا مگر شرک نہیں کہا جیسیکہ مائۃ المسائل میں لکھا ہے شامیانہ وقبہ

استادہ کردن بر قبر مکروہ وممنوع کما یظہر من الروایات وفی البخاری
ورای ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمن فقال انزعہ یا غلام فانما یظلہ عملہ انتہی
لیکن عینی نے شرح بخاری میں لکھا کہ عبد اللہ بن عمر وابو سعید وابن مسیب
مکروہ رکھتے تھے ضرب فسطاط اور قبہ کو اور عمر رضی اللہ عنہ نے برپا کیا اوپر
قبر زینب رضی بنت جحش اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اوپر قبر برادر
اپنی کے اور محمد حنفیہ نے قبر ابن عباس رضی پر اور فاطمہ بنت حسین بن علی
کرم اللہ وجہہ نے قبر شوہر اپنے حسن مثنی بن حسن علیہ السلام پر اور یہ بھی دریافت
کریں کہ ابو داؤد نے سنن میں قاسم بن محمد سے کہ اکابر تابعین و فقہاء سبعہ
مدینہ سے ہیں روایت کیا قال دخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت یا اماہ
اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فکشفت الخ حدیث صحیح
سے پوشیدہ رکھنا قبور متبرکہ کا اور کھولنا واسطے زیارت کے فعل صحابہ کا ظاہر ہے
مجاور بنکر بیٹھ رہنے کا یہ حال ہے کہ مجاورت مکہ میں اختلاف ہے فتح القدیر
میں لکھا ہے اختلف العلماء فی کراہۃ المجاورۃ بمکۃ وعدمہا فذکر بعض الشافعیۃ
ان المختار استحبابہا الا ان یغلب علی ظنہ الوقوع فی المحظور وہذا قول
ابی یوسف ومحمد وذہب ابو حنیفۃ ومالک الی کراہتہا وکان ابو حنیفۃ
یقول انہا لیس بدار الہجرۃ اور بحر عمیق میں مذکور ہے ولہذا
کان عمر رضی اللہ عنہ یدور علی الحجاج بعد قضاء النسک بالدرۃ و
یقول یا اہل الیمن یمنکم ویا اہل الشام شامکم ویا اہل العراق عراقکم
اور حسن مجاورت مدینہ منورہ احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یصبر علی لاواء المدینۃ وشدتہا احد من امتی الا کنت لہ شفیعا یوم القیامۃ

رواہ مسلم وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت بہا فانی اشفع لمن یموت بہا رواہ احمد
والترمذی وہان کے گرد وپیش کے جنگل کے ادب کرنے کا یہ حال ہی عامہ کتب
حدیث مین باب حرم المدینۃ بعد باب حرم مکۃ موجود المدینۃ حرام ما بین
عیر الی ثور فمن احدث فیہ حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس
اجمعین لایقبل منہ صرف ولا عدل الخ متفق علیہ ان ابراہیم حرم مکۃ وجعلہا
حراما وانی حرمت المدینۃ حراما ما بین مازمیہا ان لایہراق فیہا دم ولا یحمل فیہا
سلاح ولا یخبط فیہا شجر الا العلف رواہ مسلم اسیطرح کی حدیثین کتب حدیث
مین تعظیم مدینہ منورہ مین بھری ہوئی ہین اور تحریم وتکریم اور آداب وتعظیم
مدینہ منورہ مین کسی نے اہل اسلام سے آج تک دم نہ مارا ترتیب احکام مین
مثل جزا وغیرہ کے البتہ اختلاف ہی مگر صاحب تقویۃ الایمان اسکو بھی شرک مین
داخل کرتا ہے مقتین مانگنے کا بھی حال سن لیجیے شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ نے
مشکوۃ شریف کی ترجمہ مین اس حدیث کی فائدہ مین لکھا ہے عن قتادۃ قال
ذکر لنا انس بن مالک عن ابی طلحۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم امر یوم بدر باربعۃ
وعشرین رجلا من صنادید قریش الخ سماع موتی واستمداد جیسکو چاہیے ثابت
کی ہے اور مخالفین کے دفع دخل اور رفع شبہات واعتراضات کا کرکے
رد اقوال منکرین کا بخوبی کردیا ہے اور اسیطرح مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
سورۃ انشقت کی تفسیر مین لکھتے ہین بعض از خواص اولیاء اللہ را کہ جارحہ
تکمیل وارشاد بنی نوع خود کردہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ واستغراق
آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمیگردد
واویسیان تحصیل کمالات باطنی ازانہا می نمایند وارباب حاجات حل مشکلات

خود ازانہا می طلبند ومی یابند وزبان حال آنہا دران وقت ہم مترنم
باین مقالات ست ع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن ہ ایسی ہی شاہ ولی اللہ صاحب
نے حجۃ بالغہ مین اعانت ارواح کا بیان کیا ہے اور مولوی شاہ محبوب علی صاحب
مراد آبادی ومولوی تراب علی صاحب لکھنوی وغیرہم بھی اپنے رسائل مین
اسکا جواز لکھتے ہین اور ترجمہ مشکوۃ مین ہے امام شافعی رح نے کہا ہے
قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مر اجابت دعا را حجۃ الاسلام مین امام غزالی رح نے
کہا ہر کہ استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ میشود بعد از وفات
ابن حجر نے قلائد مین فرمایا ہے بیچ قبر ابو حنیفہ رح کے اعلم انہ لم یزل العلماء
وذو الحاجات یزورون قبرہ ویتوسلون عندہ فی قضاء حوائجہم منہم
الامام الشافعی رح الخ حصن حصین مین یہ حدیث ہی یا عباد اللہ اعینونی الغرض
اگر تمام کتاب تقویۃ الایمان کو دیکھیے تو ایسی ہی باتین لکھی ہین یہان دوچار
سطرین مرقومہ بالا بطور مشتی نمونہ از خروارے لکھدی گئین اور ہمنے
جو اپنی سند کلام کیواسطے نقول عبارات کتب معتبرہ کی ہے وہ بھی بہت
اختصار کے ساتھ فقط بطور نشاندہی نام کتب لکھا ہے جسکا جی چاہے
دیکھ لے مفصل ومشرح معلوم ہوجائیگا اور یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ جمہور
علماء دیندار اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہی اور اسی پر سبکا اتفاق ہے
یعنی خلاف مولوی اسمعیل کے اور اگر بدیدۂ انصاف دیکھیے تو صاف
معلوم ہوجاتا ہے کہ جو جو آیات قرآنی واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مولوی اسمعیل اپنے ثبوت مدعا کو لاے ہین اور بعد ترجمہ کے فائدہ خلاف
تفاسیر اور شروح حدیث کے اپنی جانب سے لکھا ہے اور اون آیات وحدیث سے
ہرگز وہ ثبوت بھی نہین ہوتا بلکہ خلاف اونکے مدعا کے ہین اور وہ وہ آیتین

اور حدیثین ہین جو معتزلہ وغیرہم اپنے اثبات دعوی کو لائے ہین اگر تطبیق
کلام واقوال مولوی اسمعیل وخوارج وغیرہم کی جاوے تو طول ہوجائے
اسواسطے اوس سے سکوت کیا گیا ہرچند یہ اضعف العباد اوپر بیان کرچکا ہے
مگر احتیاطاً پھر گذارش کرتا ہے کہ اوپر کی عبارات مین جو خلاف مولوی اسمعیل کا
ساتھ اقوال علما واحادیث بیان کیا گیا کلام ہمارا اون افعال کے شرک وکفر
کی ہونے مین ہے جواز وعدم جواز مین اون افعال ومسائل کی ہم گفتگو
نہین کرتے اور یہ امر بھی دریافت کرین کہ درصورت صداقت اقوال مولوی
اسمعیل یہ لوگ کہ خلاف اونکے اون افعال کو مثل مولوی شاہ عبد العزیز صاحب
وغیرہ کہ خود بھی کرتے تھے اور جائز بھی کہتے تھے مشرک ہوئے یا نہین کیونکہ
اجتماع ضدین محال ہے اور خود مولوی اسمعیل بھی مشرک ہوے یا نہین
کیونکہ جن امور کو اونھون نے تقویۃ الایمان مین شرک مین لکھا ہی بعض کو
اونھین سے دوسری جگہہ جائز لکھا ہے جیسیکہ جواب دمولوی عبد الحکیم صاحب
بر استفتاء شاہ مولوی عبد العزیز صاحب درباب ذبیحہ بتفصیل تصریح کیا ہے
کہ نذر اولیاء بدو طریق ست حسن وقبیح اگر طریق حسن در دل باشد اما از زبان
لفظ نذر گوید خللے دران ہست یا نہ نظر براینکہ این لفظ در شرع مستعمل برائے
ہمین ست کہ مختص بخدا است باید کہ شائبہ از ممنوعات شرعیہ دران باشد واولی
آن ترک اولی ست اما حرام نمیتوان گفت قصہ مسلمانان کہ بجای اسلمنا صبانا
گفتند شاہد آنست واگر از الفاظ مشترکہ گو بسبب استعمال عرف این دیار
اشتراک پیدا کردہ گفتہ آید باکی نیست انتہی ملخصاً **قولہ** سلسلۂ قادریہ چشتیہ
نقشبندیہ وغیرہ قرون ثلثہ مین تھے یا نہین **جواب** ہرچند یہ طریقے
مندرجۂ سوال بعد قرون ثلثہ پیدا ہوے الا بہتر ہین برے نہین کسواسطے

کہ اولیا اللہ قدس سرہم نے محض خدا پہچاننے اور تصفیہ قلوب کی راہ
بتلائی ہے تا خلائق کے دل سے خواہش دنیا دور ہو اور محبت الہی اونمین
بھرے اور جو کہ حصول صفائی قلب بغیر ریاضت اور نفس کشی وغیرہم
دشوار ہے اسواسطے بتانا اپنے طریقونکا اپنے مریدونکو اونکو ضرور ہوا
اور فی زماننا بھی جو درویش صاحب بنسبت ہین وہ بھی اپنا طریقہ اپنے
مریدونکو بتاتے ہین اور درحقیقت اونکے طریقے خلاف شرع نہین ہین
اور وہ بزرگ بھی داخل مضمون کرامت مشحون حدیث شریف من سن
فی الاسلام سنۃ حسنۃ الخ کے ہوتے ہین اور ایسی صاحب درمختار
قبل باب ربا بیان جواز استقراض مین خمر بلا وزن لایا ہے
سئل علیہ السلام عن خمرۃ یتبعا طاہا الجیران ایکون ربا فقال ما راہ المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح اورہم
اس امر کی تحقیق بدعت مین لکھ چکے ہین غرضکہ طرق مندرجۂ سوال کے
اچھے ہونے مین کچھ کلام نہین قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ مستندین معتمدین
وہابیہ ہین ما لابد کے آخر مین لکھتے ہین بدان اسعدک اللہ تعالے کہ ایشان
کہ گفتہ شد صورت ایمان واسلام وشریعت ست ومغز وحقیقت آن در خدمت
درویشان باید جست خیال نباید کرد کہ حقیقت خلاف شریعت است کہ این
سخن جہال وکفر ست بلکہ ہمین شریعت ست کہ در خدمت درویشان رنگ دیگر
پیدا میکند چون قلب از تعلق جسمی وعلمی کہ بماسوے اللہ داشت پاک شود
ورزائل نفس برطرف گشتہ نفس مطمئنہ شود واخلاص بہم رساند شریعت
در حق او بامغز شود ونماز او عند اللہ تعلق دیگر بہم رساند دو رکعت او
بہتر از لک رکعت دیگران باشد ہمچنین صوم او وصدقہ اور رسول اللہ صلعم فرمود

کہ اگر شما مثل کوہ احد زر در راہ خدا خرج کنید برابر یک سیر یا نیم سیر جو نباشد کہ صحابہ در راہ خدا دادہ اند این از جہت قوت ایمان و اخلاص ایشان ست و لہذا باطن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم را از سینہ درویشان باید جست و بدان نور سینہ خود را روشن باید کرد تا ہر خیر و شر بفراست صحیح دریافت شود انتہی اور سبکو جانتے ہو مولوی اسمعیل سرگروہ بلکہ موجد وہابیان ہند ہین رسالہ صراط المستقیم مین باوصاف سید احمد اپنے پیر کے لکھتے ہین صفحہ تین سو ستانوے مین پس باید دانست کہ حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودند اسی صفحہ مین ہے کہ انکو پیغمبر خدا نے تین کھجورین کھلائین اسی سبب سے ابتدای طریق نبوت حاصل ہوا حضرت علی نے انکو نہلایا حضرت فاطمہ نے لباس پہنایا صفحہ چار سو مین ہے روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال ایشان گردیدہ فی الجملہ تنازع ماہین ہر دو روح مقدسین درحق ایشان ماندہ تا آنکہ بعد انقراض زمانہ تنازع بوقوع مصالحت بہ شرکت شدند اسی صفحہ مین ہے کہ پیر صاحب نے اوپر مرقد خواجہ قطب الدین کے مراقبہ کیا روح اونکی سے ملاقات ہوئی کچھ نسبت چشتیہ ملی صفحہ تین سو چوراسی ۳۸۴ مین ہے مراقبہ الوہیت بکمال خود رسید و مرتبہ خلافت عن اللہ نصیب او گردید صفحہ چار سو دو مین ہے فرمودند کہ امروز حق جل وعلی بمحض عنایت خود بلا توسط احدی نسبت چشتیہ ارزانی داشت انتہی مولوی اسمعیل بھی ان طریقوں کو اچھا جانتے تھے ورنہ ہرگز اپنے پیر کے اوصاف مین حاصل ہونا اونکے طریقوں کا نہ لکھتے اور بر تقدیر اگر یہ طریقے بگمان سائل برے ہین تو مولوی اسمعیل نے کیون ایسے شخص سے سلسلہ بیعت کا رکھا توڑ نہ دیا کہ پیر کو اونکی سبب

طریقے مذکورہ بالا حاصل تھے بلکہ اپنا بھی نیا ایک طریقہ نکالا اور نام اوسکا رکھا طریقہ احمدیہ **قولہم** اس زمانہ کے صوفیہ نکا وہی طریقہ ہے جو صاحبان صفہ کا تھا جنمین یہ لفظ مستخرج ہوئی ہین جیسا کہ یہ صوفی رقص وسرود کو جائز رکھتے ہین سو یہ طریقہ اونمین بھی تھا یا نہین یہ صوفی بدعتی ہین یا نہین **جواب** اس سوال سے سائل کی غرض مفہوم نہین ہوتی کہ کیا ہے آیا انکو کسیکا مرید ہونا منظور ہے جو اسقدر تلاش و جستجو اور تحقیقات استفسار حالات صوفیان کرتے ہین ورنہ یہ سوال اصلا قابل لکھنے کے نتھا کیونکہ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ زمانہ صلحا و اہل اللہ سے خالی نہین ہے بخلاف نبوت کہ یہ امر تو البتہ بحکم خداوند کریم منقطع ہوگیا ہے نزدیک اہل سنت و جماعت کے ہان وہابی اسکے بھی قائل نہین ہین جیسیکہ امکان نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین کتابین بناتے چلے جاتے ہین الغرض صوفی باصفا و درویش باخدا اسوقت مین بھی ہین بھنگ نوش و چرس کش ریش و بروت صفا کا ذکر نہین و یا صوفی شکم بندہ نام کے صوفی شرابی لوگونکو بھی ہم اچھا نہین کہتے وہ بھی لائق اعتبار نہین مولانا روم قدس سرہ ایسے ہی مکارونکے حق مین فرماتے ہین **شعر** اے بسا ابلیس آدم روے ہست ٭ پس بہر دستی نباید داد دست ٭ از برون طعنہ زنے بر بایزید ٭ وز درونت ننگ میدارد یزید ٭ اور ایسے ہی وہ واعظین ہین کہ محض واسطے دنیا حاصل کرنے اور اپنی نمائش و قدر بڑھانے کو وعظ کہتے ہین اور وعظ گوئی کو پیشہ و ذریعہ مانگنے کھانیکا ٹھہرالیا ہے اور اصلا ہدایت خلائق سے مطلب نہین رکھتے جابجا گھر گھر وعظ کہتے پھرتے ہین

تاکہ روپیہ بھی حاصل ہو اور نزدیک جہلا کے قدر بڑھے اور اپنی شہرت
کیواسطے کہ یہ بڑے عالم ہین نئی نئی باتین خلاف جمہور کے اپنی طرف سے
نکال کر مشہور کرتے ہین اور رہ گیا جو سائل کا نسبت رقص و سرود کی استفسار ہے
اوسکی یہ صورت ہی رقص یعنے جسکو ہندی مین ناچ کہتے ہین پھر وہ خواہ عورات
مثل طوائفان وغیرہ ہو یا مردون کا مانند نقالان وغیرہ معہ مزامیر وہ قطعی
حرام ہے باتفاق علما و صلحا کے اوسکو ہرگز کسی اولیا نے نہ دیکھا اور نہ اوسکی
دیکھنی سننے کے واسطے کہا اونکی طرف نسبت جواز کی کرنی محض اتہام و
بہتان ہے اور سرود مجرد یعنے راگ بلا مزامیر کے سننے مین اختلاف ہے
چنانچہ مالابدہ مین لکھا ہے سرود حرام ست زیراکہ باز دارندہ است از ذکر الہی
منبع شہوت ست بسوی معاصی واگر در حق کسی اینچنین نباشد مثلا درویشی صاحب
نفس مطمئنہ کہ غیر از عشق و محبت الہی در سر او ہیچ میلے و رغبتے نبود از زبان
مردیکہ قابل شہوت نباشد کلامی موزون بآوازے موزون بشنود او را
مانع از ذکر الہی نباشد بلکہ ہیجان محبت الہی کند در حق آنکس انکار نتوان کرد خواجہ
عالی شان خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ کہ کمال اتباع سنت داشت
فرمودہ نہ این کار میکنم چراکہ مسنون نیست و نہ انکار میکنم الخ مولوی شاہ عبد العزیز
صاحب منجملہ سوالات عشرہ مستفسرہ منشی جان سوال ہشتم کے جواب مین
لکھتے ہین جواب ثامن اینکہ استماع غنا مجرد و مزامیر و بلا ہے در مذہب
حنفی روایات مختلف ست اصح آنست کہ جائز ست و دف ہم جائز ست
کثرۃ موید این روایات قال الشیخ الامام ابن الہمام حرمۃ التغنی بما اذا کان
فی اللفظ ما یحل کصفۃ المذکر والمراۃ المعینۃ الحیۃ ووصف الخمر المہیج الیہا قال
فی الزیلعی واختلفوا فی التغنی المجرد فقال بعضہم انہ حرام مطلقا ومنہم من قال لا باس

بان

بان یتغنی استفید بہ القوافی والفصاحۃ ومنہم من قال یجوز التغنی لدفع الوحشۃ
اذا کان وحدہ ولا یکون علی سبیل اللہو والیہ مال السرخسی رحمہ اللہ انتہی
فی البدائع والسماع فی اوقات السرور تاکیدا للسرور منہا مباح ان کان
ذلک السرور مباحا کالغناء فی ایام العید وفی العرس وفی وقت قدوم
الغائب ووقت الولیمۃ والعقیقۃ وعند ولادت الولد وعند ختانہ وعند
حفظ القرآن انتہی اور ایسی ہی کیمیاے سعادت مین امام غزالی رح بھی جواز ایسی
راگ کا لکھتے ہین اور خود مولوی اسمعیل کے قول سے بھی جواز راگ کا پایا جاتا ہے
چنانچہ تقویۃ الایمان مین لکھا ہے اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن
عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی
فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من
آبائی یوم بدر اذ قالت احداہن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی ہذہ وقولی
بالذی کنت تقولین ترجمہ مشکوۃ کے باب اعلان النکاح مین لکھا ہی کہ بخاری نے
ذکر کیا کہ ربیع نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر مین
داخل ہوے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر
الخ پھر فائدہ مین اسکے لکھا یعنے ربیع ایک بی بی تھین انصار مین سے اونکی
شادی مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اونکے پاس بیٹھے سو
ان لوگونکی چھوکریان کچھ گانے لگین کہ اوسمین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
تعریف مین یہ بات کہی کہ اونکو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آیندہ کی باتین
جانتے ہین سو اوسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات
مت کہو اور جو کچھ پہلے گاتین تھین وہی گائے جاؤ الخ پس ایسا راگ بلا مزامیر کہ
جس سے اونکو ذوق و شوق الہی بڑھے کسی صوفی با صفا نے سنا ہوگا اور اب بھی

درویش کامل سُن لیتے ہین **قولھم** اس آنکھ سے کوئی خدا کو دنیا مین دیکھ سکتا ہے یا نہین جو لوگ دیکھنے کا دعوے کرتے ہین وہ کیسے ہین **جواب** اہل سنت اسکے قائل نہین اسکو برا اور کفر جانتے ہین وہابی لوگ دیکھنے کا دعوے البتہ کرتے ہین اور جایز کہتے ہین جیسکہ مولوی اسمعیل صراط المستقیم مین اپنے پیر سید احمد کے اوصاف مین لکھتے ہین کہ ایکروز حضرت حق جل وعلی نے ہاتھ میر احمد کا اپنے ہاتھ مین پکڑ کے کہا تو مرید کر اگرچہ تیرے مرید لاکھون گناہ کرین مین بخشونگا پیر صاحب نے کہا ابھی تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور جو کوئی کسیکا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ شرم اوسکی ہوتی ہے اسی طرح سیکڑون بار ملاقات خدا سے ہوتی انتہی اسیواسطے اونکے تابعین حرام خوار کذاب متکبر ومغرور ہین کہ ہمسے گو کسیطرح کے معاصی ہوویں خدا ہمارے پیر کی دستگیری کی بہت سی سب معاف کر دیگا **قولھم** نماز غوثیہ پڑھنا کیسا ہے بعد نماز فجر پہلے قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ **جواب** نہین معلوم کہ سائل نماز غوثیہ کو کیا سمجھے ہین جو ناحق شک و شبہ مین پڑے ہین وہ ایک نماز کہ حضرت غوث الثقلین رحمہ اللہ سے مروی ہے واسطے قضاء حاجات کے جیساکہ حصن حصین مین لکھا ہے جسکو کچھ حاجت ہو وضو کرے اور دو رکعت نماز

پڑھے اور اوس دعا مین ہے یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لے ملا علی قاری شرح مین لکھتے ہین ایک روایت مین آیا ہے لتقضی معروف کے صیغہ سے یعنی قضا کرد تم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حاجت میری یہ مجاز ہے شیخ عبد الحق نے جذب القلوب مین نقل کیا ہے کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رض کی خلافت مین ایک حاجتمند کو یہ عمل بتلایا اوسنے کیا حاجت اوسکی بر آئی صبح کی نماز فرائض کے بعد دعا مانگنے مین اگر کوئی

شخص نام انبیا علیہم السلام یا اسماء اولیاء اللہ وغیرہم اس طریق سے کہ ای خداوند کریم بہ طفیل یا بہ برکت فلان فلان پیغمبر یا فلان فلان اولیا فلان فلان حاجت میری بر لا لیتا ہے تو کچھ قباحت نہین اور اپنا فعل بعض کس کرتے ہین کہ اس اضعف العباد نے اپنی آنکھون دیکھا کانون سنا ہی اور دعا بعد فراغ نماز فرائض سب علما و صلحا مانگتی ہین اور افضل کلام مجید کا پڑھنے سی شجرہ تو کیا معنے حدیث شریف بھی نہین ہین الا فضلیت ایک شی کی سبب ترک شی کمتر کی نہین ہوتی ہے ورنہ کلام اللہ ہی پڑھا کرین حدیث شریف کا پڑھنا چھوڑ دین **قولھم** اس شعر کا کیا مطلب ہے شعر من ز قرآن مغز را بر داشتم * استخوان پیش سگان انداختم **جواب** اس شعر کو بعض صاحب الحاقی کہتے ہین مگر بدانست راقم الحروف یہ شعر مثنوی مولانا روم قدس سرہ کا ہے مطلب اوسکا ظاہر ہے پہلے مصرعہ سے یہ غرض ہے کہ ہمنے خلاصہ مطلب اور اصل معنے کلام مجید سے حاصل کرکے اپنی اس مثنوی مین لکھی اونکو یا یہ کہ ہمنے اپنا مذہب کلام اللہ سے اپنی موافق قرآن کے رکھا ہے اور مراد مصرعہ ثانی سے یہ کہ اور علم متردکہ مثل نجوم و رمل وغیرہم یا وہ حکمت و منطق کہ انسان اوسکو پڑھکر اوسی مین رہ جاے اور دلائل واہیہ کر کر بیجا جیسکہ اکثر حکما راہ راست چھوڑکر جادہ ہمای الحاد ہوگئے اون ملحدون کیواسطے چھوڑ دیے غرضکہ ہمنے اصل مذہب کہ مثال مغز ہے کلام اللہ سے حاصل کیا اور دوسرے علم فضول جھگڑے کے مانند استخوان ہین اور عاقل اونکے مثل سگان ہین اسے لیدران اونکے لیے چھوڑ دیے اور دوسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ ہمنے کلام اللہ سے خلاصہ مطلب و مذہب اختیار کر لیا اور اور جھگڑے سے قصے جیسکہ قدریہ و جبریہ و روافض و خوارج و معتزلہ وغیرہم

کرتے ہین اور قرآن و حدیث کو مستدل اور حجت ٹھہراتے ہین اور آپکو
مسلمان کہتے ہین حالانکہ نزدیک اہل سنت و جماعت وہ مذاہب سب
باطل ہین اور معتقد اون مذہب کے برُے اور مردود اونکے لیے
وہ قصے چھوڑ دیے لیکن معنے اولی مناسب معلوم ہوتے ہین کیونکہ دوسرے
چند جگہ اوسی مثنوی مین اوس علم کی برائی صاف لکھی ہے جیسیکہ فرماتے ہین ع

علم معقولات علم اشقیا ۔ علم نا معقول علم انبیا
علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ۔ ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث

ہر کہ خواند الخ اس مصرعہ سے بھی وہی غرض مولانا کی ہے یعنے سوائے
علم دین دیگر علوم مثل منطق وغیرہ پڑھ کر اوسی مین رہ جاے اور شب و روز
جھوٹی جھوٹی تقریرین اور دلیلین کیا کرے تو یہ امر برا ہے اس سے
آدمی خبیث ہوجاتا ہے ورنہ بنفسہ علم منطق پڑھنا منع نہین بلکہ واسطے سمجھنے
کلام اللہ اور کلام رسول اللہ صلعم کے پڑھنا اوس علم کا درست و جائز ہے
قولہ قرآن شریف کے معنے پڑھنا بہتر ہین یا مثنوی شریف کے بینوا توجروا
جواب سائل نے ہر چند کہ سب سوال بیجا کرے ہین الا یہ دو تین سوال
اخیرہ تو بڑے ہی پوچ و بیہودہ ہین کہ اطفال بھی اونکو دیکھکر ہنستے ہین
ہم اوپر قرآن پڑھنا افضل ہے یا شجرہ کے بیان مین لکھ چکے ہین کہ افضلیت سے
ایک شی کے ترک شی کمتر کا لازم نہین ہوسکتا ہے ورنہ نماز فرائض ہی سب
پڑھا کرین سنتین پڑھنا چھوڑ دین اور قطع نظر اس سے مثنوی شریف خود گویا
تفسیر قرآن مجید و احادیث شریف کی ہے پھر آپکا سوال ایسا ہی کہ کوئی پوچھے
قرآن پڑھنا افضل ہے یا تفسیر قرآن کی آپکی جو غرض ہے کہ اولیاء اللہ کا کلام
چھوڑ دین اور اونکے کلام کو نہ دیکھین صاف صاف کیون نہین کہا کہ تقیہ کو

سنت

کہ سنت رفاض ہے کیون کام فرمایا ورنہ مثنوی موصوف کی اکثر تھوڑی تھوڑی
شرح اہل اللہ نے لکھی ہین اونکو ہی دیکھ لیا ہوتا دیکھو مولانا بحر العلوم
کیا لکھتے ہین اور مولانا عبد اللطیف صاحب نے تو یہ التزام کیا ہے کہ آیت و حدیث
کے معنے کی مطابقت اشعار مثنوی کا سے کردی ہے اور سب کو جانے دو فقط
مولانا جامی قدس سرہ کا ہی کلام ہین لیجیے کہ مثنوی اور مصنف مثنوی کے
حق مین کیا فرماتے ہین کہ ع من چہ گویم وصف آن عالی جناب ۔ نیست
پیغمبر ولی دارد کتاب ۔ مثنوی مولوی معنوی ۔ ہست قرآن در زبان
پہلوی ۔ حق تو یہ ہے کہ مثنوی کے پڑھنے اور سمجھنے کو بڑا علم چاہیے
ہر ایک ذی استعداد کا کام نہین ہے کہ سمجھلے اور اصل لطف کلام مولانا قدس سرہ
کا اوس شخص کو معلوم ہوتا ہے جو کہ علم تصوف جانتا ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ ہر علم کا لطف جب معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کو اوس علم مین مہارت ہو
اور اگر یہ خیال کیا جاوے کہ مثنوی جبکہ اچھی ہے تو کیون اوسکو بعض کس
برا کہتے ہین اور سب کیونکر اوس سے فیض نہین ہوتا اسکا تعجب نہین
کیونکہ زبان طعن خلائق سے بچنا غیر ممکن ہے مذہب جدید کے لوگ
اولیاء اللہ وغیرہم سے قاطبۃً عداوت و نفرت رکھتے ہین بلکہ اولیا کس شمار
و حساب مین ہین خود حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تکریم مین
کلام کرتے ہین اور فیض یابی کا مثنوی سے یہ حال ہے کہ سبکے کلام سے بالا
و معتبر کلام حق سبحانہ تعالے کا ہے بلا تشبیہ جبکہ کلام اللہ ہی سے کل
خلائق ہدایت پذیر نہوئی تو پھر کلام اولیاء اللہ کس گنتی مین ہے خود
مولانا قدس سرہ بھی ایسے منکرین کے حق مین فرما گئے ہین ع شعر

ای سگ ملعون چہ عو عو میکنی ۔ مثنوی ام را تو مثنو میکنی

آب نیل ست این حدیث جانفزا	یا بپش در چشم قبطی خون نما
مثنوی با چو قرآن مدل	بعض را ہادی و بعضی را مضل

قولہم واضح ہو کہ اسکا جواب جو صاحب تحریر فرمائین تعصب کو کام نفرمائین اور جب تک کہ حدیث صحاح ستہ ملین اقوال علما کو تحریر نفرمائین راقم حق پسند

جواب اس اضعف العباد نے حسب ارشاد سائل بلا تعصب صاف صاف احادیث و فقہ وغیرہ سے جوابات اپنی تحقیق کے موافق لکھے ہین واللہ اعلم بالصواب ور نام ان جوابات کا اظہار الحقیقت رکھا اور اپنے نام ونشان کا اعلان بہ لحاظ جواب ترکی بترکی جیسا چاہیے نکیا کسواسطے کہ سائل نے بھی اپنے نام و مقام سکونت سے آگہی نہین بخشی اب میری یہ التماس خدمت سائل مین ہی کہ آپ بھی تعصب و نفسانیت کو براے خدا چھوڑکر اپنا عقیدہ درست کرلین ہرگز کلام نجدیہ اور ذریت کا اوسکے نہ سنین ع بر رسولان بلاغ باشد وبس

س من آنچہ شرط بلاغ ست با تو میگویم	تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

راقم حق گو

خاتمۃ الطبع

بفضل ایزد متعال کہ جس سے کوئی امر پوشیدہ اور مخفی نہین ہی اور تمام رطب و یابس کا جاننے والا اور جسنے ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے اپنے حبیب کو بھیجا جسنے ہمکو راہ ضلالت سے بچایا ان ایام فرخندہ فرجام مین یہ رسالہ نادرہ کہ جسکا نام اظہار الحقیقت ہی بطور سوال و جواب کی تحریر ہوا ہی درحقیقت یہ تردید و تفہیم ہے اون ضعیف اعتقادونکی کہ جو خودرائی سے بزرگون پہ طعن کرتے ہین اور نہین جانتے ہین س کہ خطای بزرگان گرفتن خطاست ؎ اور بسبب نارسائی فہم و ذکا مطلب اصلی سے دور ہوکر زبان اعتراض کی کھولتے ہین اسکے مصنف کی متانت قابل ستایش ہے الحق کہ کتاب مقبول خاطر ہر صغیر و کبیر ہے مرتبہ اول جو چھپی تھی وہ ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی الحال بہ تحریک یاد شائقان بار دوم مطبع نامی منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین بماہ جون ۱۸۸۲ء مطابق ماہ جمادی الآخر ۱۲۹۹ھ مین طبع ہوئی